[illegible]

[illegible]

[illegible]

تمہید

اس نظم کا حصہ اوّل ۱۹۰۲ء کے آغازِ بہار میں تحریر ہوا تھا۔ جبکہ میں کشمیر میں تازہ وارد تھا۔ اور اس جنّتِ ارضی کے عدیم النظیر اور خاموش مناظر میرے دل میں ایک کیفِ وجدانی پیدا کر رہے تھے ایسے حیرت انگیز مناظر خیال پرست اور جمال پرست ناظرین کے دلوں میں جوشِ نشاطِ روح کا خاص سامان مہیّا کر دیتے ہیں اس کا قدرتی تقاضا ہوتا ہے کہ اس کیفِ روحانی میں اہلِ ذوق اور محبّانِ بادہ پیما کو بھی شریک کر لیا جائے۔ یہی جذبہ اس نظم کا محرّک اوّل تھا۔ انہی دنوں میں میرے دیرینہ اور محترم دوست شیخ (حال خان بہادر آنریبل سر) عبد القادر صاحب ادیبِ اردو

کے ایوانِ جدید کی داغ بیل ڈال رہے تھے۔ اور جادیدِ اردو کا صحیفۂ اوّلین یعنے مخزن تبلیغ کی خدمت پر مامور ہو چکا تھا۔ ایسے وقت میں تعلیم اردو کے اس شیخ وقت کا بے پناہ اصرار جوگی کی تخلیق کا محرک ثانی ثابت ہوا +

کشمیر کے شاندار مناظر میں جوگی کی تصویر کا اضافہ ہونا ایشیائی جذباتِ روحانیت کے اظہار کے لئے ضروری معلوم ہوا۔ کیونکہ یہی لوگ ہیں جو پا پیادہ سینکڑوں میل کی مسافت طے کر کے حصولِ صحت تفریح یا کسی اور مادّی منفعت کی غرض سے کشمیر نہیں جاتے۔ بلکہ ان مظاہر قدرت کے مجازی راستوں سے حقیقی منزل مقصود تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ بقول سعدی علیہ الرحمۃ

برگِ درختاں سبز درنظرِ ہوشیار ٭ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

سال گذشتہ کے موسمِ بہار میں "شہروں کی شورش نفسانی" سے دل بیزار ہوا۔ اور تیس برس کی جدائی کے بعد جوگی جی کے درشن کا شوق تازہ ہوا۔ اس عرصہ میں ان حضرت کا حلقہ ارادت ہندوستان کے اکثر حصص بلکہ چین جاپان اور امریکہ کی ہندی نژاد

آبادی تک وسیع ہو چکا تھا۔ جذبۂ روحانی کا تقاضا ہوا کہ گورو جی
کی خدمت میں رجوع کر کے اُن کی توجہ اور ہمت درویشانہ سے
اکتسابِ فیض کیا جائے ؎

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

وطن کی بربادی کا حال جوگی جی کی سمع اقدس تک پہنچایا گیا جوگی
کا جواب "پریم سندیسا" یعنی پیغام اتحاد ہے۔ جو اس نظم کے
حصّہ دوم میں درج کیا گیا ہے۔ یہ پیغام فرقہ دارانہ اغراض اور ملکی
کشمکش سے بالاتر ہے۔ اور ان لازوال اخلاقی اصول پر مبنی ہے
جو بنی نوع انسان کے ارتقا اور امن و آسائش کے لئے اصول
موضوعہ تسلیم کئے جاتے ہیں۔ کیا تعجّب ہے کہ یہ صدائے
صحرا برادرانِ وطن کی عرقِ محبّت میں کوئی جنبش پیدا کر دے۔ اور
جوگی کشمیرازی کی زبان میں وہ اتحاد کا اعلان کریں

گر زہند وئے شما بر ما جفائے رفت رفت
ور زدستِ زلفِ مشکینت خطائے رفت رفت

درطریقت رنجش خاطر نباشد مے بیار

ہر کدورت راکہ بینی چوں صفائے رفت رفت

اگر یہ ناچیز کوشش تحریکِ اتحاد پر کچھ بھی موثر ثابت ہوئی تو میں سمجھوں گا کہ ع نازم از زندگیٔ خویش کہ کارے کردم

۲۰ر دسمبر ۱۹۳۲ء اختر ناظر

گیلانی الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام بابو نظام الدین پرنٹر چھپا۔

حِصّہ اوّل

ترانۂ وحدت

کل صبح کے مطلعِ تاباں سے | جب عالم بُقعۂ نور رہوا
سب چاند ستارے ماند ہوئے | خورشید کا نور و ظہور رہوا
مستانہ ہوائے گلشن تھی | جانانہ ادائے گُلبن تھی
ہر وادی وادیٔ ایمن تھی | ہر کوہ پہ جلوۂ طور ہوا
جب بادِ صبا مضراب بنی | ہر شاخ نہال رباب بنی
شمشاد و چنار ستار ہوئے | ہر سرو و سمن طنبور ہوا
سب طائر مل کر گانے لگے | مستانہ وہ تانیں اُڑانے لگے
اشجار بھی وجد میں آنے لگے | انہار کو کیف و سرور ہوا
سبزے نے بساط بچھائی تھی | اور بزمِ نشاط سجائی تھی

بن میں گلشن ہیں آنگن میں — فرشِ سنجاب و سمور ہوا
تھا دلکش منظر باغِ جہاں — اور چال صبا کی مستانہ
اس حال میں ایک پہاڑی پر — جا نکلا ناظرِ دیوانہ
بیلوں نے جھنڈے گاڑے تھے — پربت پہ چھاؤنی چھائی تھی
تھے خیمے ڈیرے بادل کے — کہر نے قنات لگائی تھی
یہاں برف کے تودے گلتے تھے — چاندی کے فوارے چلتے تھے
چشمے سیماب اُگلتے تھے — نالوں نے دھوم مچائی تھی
اک مست قلندر جوگی نے — پربت پر ڈیرا ڈالا تھا
تھی راکھ جٹا میں جوگی کی — اور انگ بھبوت رمائی تھی
تھا راکھ کا جوگی کا بستر — اور راکھ کا پیراہن تن پر
تھی ایک لنگوٹی زیبِ کمر — جو گھٹنوں تک لٹکائی تھی
سب خلقِ خدا سے بیگانہ — وہ مست قلندر دیوانہ
بیٹھا تھا جوگی مستانہ — آنکھوں میں مستی چھائی تھی
جوگی سے آنکھیں چار ہوئیں — اور جھک کر میں نے سلام کیا
تب آنکھ اٹھا کر جوگی نے — مستانہ ادا سے کلام کیا

کیوں بابا - ناحق جوگی کو — تم کس لئے آکے ستاتے ہو
ہیں پنکھ پکھیرو بن باسی — تم جال میں ان کو پھنساتے ہو
کوئی جھگڑا دال چپاتی کا — کوئی دعوی گھوڑے ہاتھی کا
کوئی شکوہ سنگی ساتھی کا — تم ہم کو سنانے آتے ہو
ہم حرص ہوا کو چھوڑ چکے — اس نگری سے منہ موڑ چکے
ہم جو زنجیریں توڑ چکے — تم لا کے وہی پہناتے ہو
تم پوجا کرتے ہو دھن کی — ہم سیوا کرتے ہیں ساجن کی
ہم جوت جگاتے ہیں من کی — تم اس کو آکے بجھاتے ہو
سنسار سے یہاں منہ پھیرا ہے — من میں ساجن کا ڈیرا ہے
یہاں آنکھ لڑی ہے پیتم سے — تم کس سے آنکھ ملاتے ہو
یوں ڈانٹ ڈپٹ کر جوگی نے — جب ناظر سے یہ خطاب کیا
سر رکھ کے گورو کے چرنوں پر — یوں ہم نے ادب سے جواب دیا
ہیں ہم پردیسی داس ترے — یوں آنکھ نہ ہم سے چرا جوگی
ہم آئے ہیں تیرے درشن کو — چتون پہ میل نہ لا جوگی
آبادی سے منہ پھیرا کیوں — جنگل میں کیا ہے ڈیرا کیوں

ہر محفل میں ہر منزل میں — ہر دل میں ہے نور خدا جوگی
کیا مسجد میں کیا مندر میں — سب جلوہ ہے وجہ اللہ کا
پربت میں نگر میں ساگر میں — ہر اترا ہے ہر جا جوگی
جی شہر میں خوب بہلتا ہے — واں حسن پہ عشق مچلتا ہے
چل شہر میں سنکھ بجا جوگی — بازار میں دھونی رما جوگی
پھر جوگی جی بیدار ہوئے — اس چھیڑ نے اتنا کام دیا
اس وحدت کے متوالے نے — پھر عرفان کا یہ جام دیا
ان چکنی چپڑی باتوں سے — مت جوگی کو پھسلا بابا
جو آگ بجھائی جتنوں سے — پھر اس پہ نہ تیل گرا بابا
ہے شہروں میں غل شور بہت — اور کام کرودھ کا زور بہت
بستے ہیں نگر میں چور بہت — سادھوؤں کی ہے بن میں جا بابا
ہے شہر میں شورش نفسانی — جنگل میں ہے جلوہ روحانی
ہے نگری ڈگری کثرت کی — بن وحدت کا دریا بابا
ہم جنگل کے پھل کھاتے ہیں — چشموں سے پیاس بجھاتے ہیں
راجا کے نہ دوارے جاتے ہیں — پرجا کی نہیں پروا بابا

سر پر آکاش کا منڈل ہے   دھرتی پہ سہانی مخمل ہے
دن کو سورج کی محفل ہے   شب کو تاروں کی سبھا بابا

جب جھوم کے یہاں گھن آتے ہیں   مستی کا رنگ جماتے ہیں
چشمے طنبور بجاتے ہیں   گاتی ہے ملار ہوا بابا

جب پنچھی مل کر گاتے ہیں   پیتم کے سندیس سناتے ہیں
ندی نالے تھم جاتے ہیں   سن کر یہ پریم کتھا بابا

ہے پیٹ کا ہر دم دھیان تمہیں   اور یاد نہیں بھگوان تمہیں
سل پتھر اینٹ مکان تمہیں   کرتے ہیں خدا سے جدا بابا

پرماتما کی وہ چاہ نہیں   اور روح کو دل میں راہ نہیں
ہر بات میں اپنے مطلب کے   تم گھڑ لیتے ہو خدا بابا

تن من کو دھن میں لگاتے ہو   ہر نام کو دل سے بھلاتے ہو
ماٹی میں لعل گنواتے ہو   تم بندۂ حرص و ہوا بابا

دھن دولت آنی جانی ہے   یہ دنیا رام کہانی ہے
یہ عالم عالمِ فانی ہے   باقی ہے ذاتِ خدا بابا

حصّہ دوم

"پریم سندلیا"

جب سے ہے مستانے جوگی کا
مشہور جہاں افسانہ ہوا

اُس روز سے بندۂ ناظر بھی
پھر بزم میں نغمہ سرا نہ ہوا

کبھی منصب وجاہ کی چاٹ رہی
کبھی پیٹ کی پوجا پاٹ رہی

لیکن یہ دل کا کنول نہ کِھلا
اور غنچۂ خاطر وا نہ ہوا

کہیں لاگ رہی کہیں پیت رہی
کبھی ہار رہی کبھی جیت رہی

اس کلجگ کی یہی ریت رہی
کوئی قید سے غم کی رہا نہ ہوا

یوں تیس۳۰ برس جب تیر ہوئے
ہم کارِ جہاں سے سیر ہوئے

تھا عہدِ شباب سراب نظر　　وہ چشمۂ آبِ بقا نہ ہوا
پھر شہر سے جی اُکتانے لگا　　پھر شوق مہار اُٹھانے لگا
پھر جوگی جی کے درشن کو　　ناظرؔ اک روز روانہ ہوا
کچھ روز میں ناظرؔ جا پہنچا　　پھر ہوش رُبا نظاروں میں
پنجاب کے گرد غباروں سے　　کشمیر کے باغ بہاروں میں
پھر بن باسی بیراگی کا　　ہر سمت سراغ لگانے لگا
نیپال کے بھیانک غاروں میں　　پنجال کی کالی دھاروں میں
اپنا تو زمانہ بیت گیا　　شہروں میں اور بازاروں میں
یہ جوگی میرا شیدا رہا　　پربت کی سونی غاروں میں
وہ دن کو ٹہلتا پھرتا تھا　　ان قدرت کے گلزاروں میں
اور رات کو محوِ تماشا تھا　　امبر کے چمکتے تاروں میں
برفاب کا تھا اک تال یہاں　　یا چاندی کا تھا تھال یہاں
الماس جڑا تھا زمرد میں　　یہ تال نہ تھا کہساروں میں
تالاب کے ایک کنارے پر　　یہ بَن کا راجہ بیٹھا تھا
تھی فوج کھڑی دیو داروں کی　　ہر سمت بلند حصاروں میں

یہاں سبزہ و گل کا نظارا تھا
اور منظر پیارا پیارا تھا

پھولوں کا تخت اُتارا تھا
پریوں نے اُن کہساروں میں

یہاں بادِ سحر جب آتی تھی
بھیروں کا ٹھاٹھ جماتی تھی

تالاب رباب بجاتا تھا
لہروں کی تڑپتی تاروں میں

کیا مست الست نوائیں تھیں
ان قدرت کے مزماروں میں

ملہار کا روپ تھا چشموں میں
سارنگ کا رنگ فواروں میں

جب جوگی جوشِ وحدت میں
ہر نام کی ضرب لگاتا تھا

اک گونج سی چکر کھاتی تھی
کہساروں کی دیواروں میں

اس عشق و ہوا کی مستی سے
جب جوگی کچھ ہشیار ہوا

اِس خاک نشیں کی خدمت میں
یوں ناظر عرض گزار ہوا

کل رشکِ چمن تھی خاکِ وطن
ہے آج وہ دشتِ بلا جوگی

وہ رشتۂ الفت ٹوٹ گیا
کوئی تسمہ لگا نہ رہا جوگی

برباد بہت سے گھرانے ہوئے
آباد ہیں بندی خانے ہوئے

شہروں میں ہے شور بپا جوگی
گاؤں میں ہے آہ و بکا جوگی

وہ جوشِ جنوں کے زور ہوئے
انسان بھی ڈنگر ڈھور ہوئے

بچوں کا ہے قتل روا جوگی   بوڑھوں کا ہے خون بہا جوگی
یہ مسجد میں اور مندر میں   ہر روز تنازعہ کیسا ہے
پرمیشور ہے جو ہندو کا   مسلم کا وہی ہے خدا جوگی
کاشی کا وہ چاہنے والا ہے   یہ یثرب کا متوالا ہے
چھاتی سے تو بھارت ماتا کی   دونوں نے ہے دودھ پیا جوگی
ہے دیس میں ایسی پھوٹ پڑی   اک قہر کی بجلی ٹوٹ پڑی
روٹھے متروں کو منا جوگی   بچھڑے بیروں کو ملا جوگی
کوئی گرتا ہے کوئی چلتا ہے   گرتوں کو کوئی کچلتا ہے
سب کو اک چال چلا جوگی   پھر آبِ حیات پلا جوگی
وہ میکدہ ہی باقی نہ رہا   وہ خم نہ رہا ساقی نہ رہا
پھر عشق کے جام پلا جوگی   یہ لاگ کی آگ بجھا جوگی
پربت کے نہ سوکھے روکھوں کو   یہ پریم کے گیت سنا جوگی
یہ مست ترانہ وحدت کا   چل دیس کی دھن میں گا جوگی
بھگتوں کے قدم جب آتے ہیں   کلجگ کے کلیش مٹاتے ہیں
تھم جاتا ہے سیلِ بلا جوگی   رک جاتا ہے تیرِ قضا جوگی

ناظر نے جو یہ افسانۂ غم — روداد وطن کا یاد کیا
جوگی نے ٹھنڈی سانس بھری — اور ناظر سے ارشاد کیا

بابا ہم جوگی بن باسی — جنگل کے رہنے والے ہیں
اس بن میں ڈیرے ڈالے ہیں — جب تک یہ بن ہریالے ہیں
اس کام کرودھ کے طوفاں سے — ہم ناؤ بچا کر چلتے ہیں
جانتے یہاں منہ میں مگرمچھ کے — دریا کے نہانے والے ہیں
ہے دیس میں شور پکار بہت — اور جھوٹ کا ہے پرچار بہت
وہاں راہ دکھانے والے بھی — بے راہ چلانے والے ہیں
کچھ لالچ لوبھ کے بندے ہیں — کچھ مکر فریب کے پھندے ہیں
مورکھ کو پھنسانے والے ہیں — یہ سب مکڑی کے جالے ہیں
جو دیس میں آگ لگاتے ہیں — پھر اس پر تیل گراتے ہیں
یہ سب دوزخ کا ایندھن ہیں — اور روگ کے سب یہ نوالے ہیں
بھارت کے پیارے پوتوں کا — جو خون بہانے والے ہیں
کل چھاؤں میں جسکی بیٹھیں گے — وہی پیڑ گرانے والے ہیں
جو خون خرابا کرتے ہیں — آپس میں کٹ کر مرتے ہیں

یہ بیر بہادر بھارت کو — غیروں سے چھڑانے والے ہیں
جو دھرم کی جڑ کو کھودینگے — بھارت کی ناؤ ڈبو دینگے
یہ دیس کو ڈسنے والے ہیں — جو سانپ بغل میں پالے ہیں
جو جیو کی رکھشا کرتے ہیں — اور خوف خدا سے ڈرتے ہیں
بھگوان کو بھانے والے ہیں — ایشور کو رجھانے والے ہیں
دنیا کا ہے سرجن ہار وہی — معبود وہی مختار وہی
یہ کعبہ کلیسا بت خانہ — سب ڈول اسی نے ڈالے ہیں
وہ سب کا پالن ہارا ہے — یہ کنبہ اسی کا سارا ہے
یہ پیلے ہیں یا کالے ہیں — سب پیار سے اسنے پالے ہیں
کوئی ہندی ہو کہ حجازی ہو — کوئی ترکی ہو یا تازی ہو
جب نیر پیا اک ماتا کا — سب ایک گھرانے والے ہیں
سب ایک ہی گت پر ناچینگے — سب ایک ہی راگ الاپینگے
کل شیام کنھیا پھر بن میں — مرلی کو بجانے والے ہیں
آکاش کے نیلے گنبد سے — یہ گونج سنائی دیتی ہے
اپنوں کے مٹانے والوں کو — کل غیر مٹانے والے ہیں

یہ پریم سنا لیا جوگی کا پہنچا دو ان مہاپرشوں کو
سودے میں جو بھارت ماتا کے تن من کے لگانے والے ہیں
پرماتما کے وہ پیارے ہیں اور دیس کے چاند ستارے ہیں
اندھیر نگر میں وحدت کی جو جوت جگانے والے ہیں

ناظر یہیں تم بھی آ بیٹھو اور بن میں دھونی رما بیٹھو
شہروں میں گو رو پھر جیا دو نا کو کوئی ناچ نچانے والے ہیں